

اللہ کی یاد میں مستغرق ذات  
جس کے لاکھوں جہاں محو طواف



# قلندر

## کی شرعی تحقیق

شیخ الحدیث ابو یوسف محمد بن اسماعیل بن محمد  
حضرت علامہ مفتی محمد رفیع احمد اویسی صاحب مدظلہ العالی

مقدمہ

خطیب اہلسنت  
مولانا سید حمزہ علی قادری

اہتمام

دکان نمبر 12 شاہراہ فیضان مدینہ (بی رول)، ڈاکخانہ، لیاقت آباد کراچی  
فون: 0320-4333547 - 0300-9279354

عطارنی پبلیشرز

# قلندر کی شرعی تحقیق

مختصر لکھنؤ

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیض ملت، مفسر اعظم پاکستان  
حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی دامت برکاتہم القدسیہ

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ، ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اما بعد! دورِ حاضرہ میں لفظ قلندر بدنامی کی زد میں ہے، حالانکہ ولایت میں یہ ایک بہت بڑے عہدہ و بلند مرتبہ کا حامل ہے۔ یوں سمجھئے کہ جیسے غوث، قطب، ابدال ولایت کے بڑے مراتب و کمالات والے بزرگوں کے القاب ہیں یونہی لفظ قلندر بھی بڑے باکمال اولیاء کا لقب ہے۔ لیکن افسوس کہ بدطینت لوگوں نے اپنے اوپر اور عوام بلا سوچے سمجھے انہیں پر بکثرت استعمال کرنے لگے اور کرتے ہیں مثلاً ریچھ، بندر نچانے اور ان کا تماشا دکھانے والے قلندر ہیں اور کردار میں نہایت گھٹیا بھنگ وغیرہ کا رگڑا لگانے والے قلندر کہلاتے ہیں اور جو پیر فقیر اور مولوی صوم صلوٰۃ سے عاری اور غلط کاری کا دھنی وہ بھی خود قلندر کہلاتا ہے۔ غرض یہ کہ اس مقدس لفظ کے تقدس کو بُری طرح پامال کیا گیا ہے حالانکہ ہمارے اکابر کالمین اولیاء کا لقب بھی قلندر ہے مثلاً سیدنا بوعلی قلندر اور سیدنا حضرت لعل شہباز قلندر و دیگر بیشمار اولیاء کرام قلندر ہیں بلکہ قادریہ، چشتیہ کی طرح سے ایک مستقل ”سلسلہ قلندریہ“ ہے جس کا فقیر آگے چل کر مختصر تعارف عرض کریگا اور اس سلسلہ میں بڑے شہبازان ولایت اور علم و عمل کے پیکر مشاہیر وابستہ ہیں۔ فقیر نے ۱۳۸۲ھ، ۱۹۹۳ء میں ”تذکرۃ العزیز“ میں کتاب اذکار الابرار مطبوعہ شاہی پریس لکھنؤ داند مایام سے اس پر بہت بڑی بحث لکھی تھی۔

فقیر اس رسالہ میں لفظ قلندر اور اس کے متعلقات سے بحث کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس مختصر رسالے کو فقیر اور ناشر کے لئے توشہ آخرت اور عوام اہل اسلام کے مشعل راہ ہدایت بنائے۔ (آمین)

وماتوفیقی الا بالله العلی العظیم  
وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری  
ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ  
بہاول پور۔ پاکستان ۲۷ جمادی الآخر ۱۴۲۰ھ

## قلندر کے لغوی معنی

حضرت علامہ مولانا غیاث الدین رامپوری مرحوم فرماتے ہیں کہ قلندر دراصل کاف عربی کے ساتھ (کلندر) تھا بمعنی ”کنڈہ ناتراشیدہ“ یعنی وہ لکڑی جو دروازے کے پیچھے ڈالتے ہیں تاکہ دروازہ جلد نہ کھلے پھر عرب و عجم کے اختلافات اور تغیر زبانوں کی وجہ سے قلندر قاف کے ساتھ ہو گیا اور بعض نے کہا کہ یہ مغرب ہے لیکن پہلا قول صحیح قول ہے۔ بعض لکھتے ہیں قلندر دراصل غلندر (غین معجمہ کے ساتھ) تھا۔ (کذا فی الغیاث)

## شرعی معنی

اصطلاح میں اس کے متعلق کئی اقوال ہیں۔ جنہیں حضرت علامہ مولانا شاہ محمد تقی حیدر نے نفحات العنبر یہ صفحہ ۶۶۴ میں ان سب کو نقل فرمایا ہے۔ ان سب سے حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کا قول نہایت ہی موزوں اور جامع ہے وہ یہ کہ قلندر وہ ہے جو خلافت زمانہ سے ظاہری اور باطنی تجربہ حاصل کر چکا ہو اور شریعت و طریقت کا پابند ہو اور بحر وجود و شہود میں غرق رہتا ہو۔ دراصل صوفی اور قلندر ایک ہی ذات کا نام ہے صرف لفظ دو ہیں مسلمی ایک۔ مگر حق یہ ہے کہ ان میں عموم و خصوص کی نسبت ہے۔ اس لئے کہ ہر صوفی تو قلندر ہو سکتا ہے لیکن ہر قلندر صوفی نہیں کیونکہ صوفی کا جہاں منتہی ہے وہاں سے قلندر کا ابتداء۔ چنانچہ حضرت شاہ نعمت اللہ قلندر اپنے رسالہ قلندر یہ میں لکھتے ہیں

”صوفی منتہی چو بمقصد رسد قلندر گردد“

صوفی جب انتہاء کو پہنچتا ہے تو قلندر بن جاتا ہے۔

## فائدہ

جناب ذوقی صاحب اپنی مشہور تصنیف ”سرد براں“ میں لکھتے ہیں کہ صوفیہ کے ہاں قلندر کا مقام بہت بلند مانا گیا



ہے۔ یہ لفظ سُریانی زبان میں اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور وہ حالات و مقامات اور کرامات سے تجاوز کرتا چلا جاتا ہے۔ عالم سے مجرد ہو کر اپنے آپ کو گم کر دیتا ہے۔ شاہِ نعمت اللہ ولی کی رائے میں ”جب صوفی منتہی اپنے مقاصد کو پالیتا ہے تو قلندر ہو جاتا ہے۔“ جیسے فقیر نے اُپر عرض کیا ہے۔

زمین و آسمان ہر دوشریفند ☆ قلندر را دریں ہر دو مکان نیست  
نظر در دیدہ ہا ناقص فتادہ ☆ وگرنہ یار من از کس نہاں نیست

زمین و آسمان دونوں برگزیدہ مقام سہی لیکن قلندر کا ان ہر دونوں میں مکان نہیں۔ نظر عام آنکھوں کی ناقص ہے ورنہ میرا دوست تو کسی سے پوشیدہ نہیں۔

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں حقارت کی نظر سے دیکھنے والے بعض اوقات دم بخود رہ جاتے ہیں۔

خاک راں جہاں را بحقارت منکر ☆ توچہ دانی کہ دریں گرہ سوارے باشد  
دنیا کے گرد و غبار میں اُٹے ہوئے یہ لوگ جب علامہ اقبال کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں تو

قلندران کہ بہ تسخیر آب و گل کوشند ☆ ز شاہاں تاج ستانید و خرقة بردوشند  
وہ قلندرجو آب و گل کو مسخر کرتے ہیں کہ بادشاہوں سے تاج چھین سکتے ہیں حالانکہ وہ خرقة بردوش ہوتے ہیں۔

شیخ الاسلام النامنی الجامی نے کیا خوب کہا ہے

قلندر پر نور الہی ست ☆ قلندر مطلع انوار شاہی ست

قلندر امقام کبریائی ست ☆ قلندر در بحر آشنائی ست

قلندر موج بحر لایزالی ست ☆ قلندر نور شمع ذوالجلالی ست

قلندر ذرہ صحرائے عشق ست ☆ قطرہ قطرہ و دریائے عشق است

**ترجمہ**

قلندر نور الہی کا پرتو ہے۔ قلندر مطلع انوار شاہی ہے۔

قلندر کا مقام کبریائی ہے، قلندر بحر آشنائی میں مستغرق ہے۔

قلندر لایزالی سمندر کی موج ہے۔ قلندر شمع ذوالجلالی کا نور ہے۔

قلندر صحرائے عشق کا ایک ذرہ ہے، قلندر دریائے عشق کا قطرہ ہے۔

## مقام قلندر

قلندر کے مقام کو متعین کرنے کے لئے عارفانِ حق نے بڑے بڑے عمدہ نکتے بیان کئے۔ کتابیں لکھیں، مقالات سپرِ قلم کئے، اوصاف لکھے۔ مگر حقیقت یہ ہے یہ لا الہ الا اللہ کے دو حرفوں کا مالک لغت ہائے حجازی کے قارونی خزانے کے نگرانوں کے الفاظ میں نہ ماسکا۔

حضرت شاہ علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے کس قدر قلندرانہ بات کہی ہے۔

گر بوعلی نوائے قلندر نواختے ☆ صوفی بدے ہر آنکہ بعالم قلندر است  
اگر بوعلی نوائے قلندر بجاتا تو یہ صوفی ہوتا یہی سمجھئے کہ جو کچھ عالم میں ہے وہ قلندر کا ہے۔

## خلاصہ کلام

قلندر کی شخصیت نہ عبارات میں سما سکتی ہے، نہ اشارات کے دامن میں سمٹ سکتی ہے، نہ اسے الفاظ کے کوزے میں بند کیا جاسکتا ہے، نہ معافی و بیان کے پیمانے میں ناپا جاسکتا ہے۔

قلندر کے بیائے در عبارت ☆ قلندر کے مگن جدر اشارت  
قلندر عبارت میں کیسے آسکتا ہے اور قلندر اشارات میں کیسے سما سکتا ہے؟  
حقیقت یہ ہے کہ قلندر کی بلند پروازیاں دین و دنیا کے حدود و قیود کو توڑ کر آگے نکل جاتی ہیں۔ وہ کوچہ محبوب میں پہنچنے کے لئے دیر و حرم سے بہت آگے بڑھ جاتا ہے۔

مجرد شد از دین و دنیا قلندر ☆ کدراہ حقیقت ازیں ہر دو برتر  
دین و دنیا سے قلندر مجرّد ہے اس لئے کہ راہ حقیقت ان پر دونوں سے برتر ہے۔  
افسوس سخت افسوس! قلندر فانی فی اللہ باقی باللہ قسم کے کامل ولی کا نام ہے لیکن افسوس کہ آج کل تو جو بھی صوم و صلوٰۃ سے عاری ہو وہی قلندر ہے یہ بھی ایک جہالت و حماقت ہے اور دراصل حقیقت سے بے بہرگی کہ ہر بد مزاج قلندر بننے لگ گیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے دور میں لفظ قلندر بدنام ہو چکا ہے حالانکہ یہ ایسا مقدس نام ہے کہ معمولی سالک کی وہاں تک رسائی تو کیا اس کی خوشبو سے بھی محروم ہے اس سلسلہ طیبہ کو اہل معرفت تو خوب جانتے ہیں کیونکہ ہر خاندان کا ہر بڑا بزرگ اس سلسلہ سے مربوط ہے۔

## اولیائے قلندر ان کی معمولی فہرست

فقیرانِ احمقوں اور پاگلوں کو پھر متوجہ کرتا ہے کہ لفظ قلندر کوئی معمولی مرتبہ نہیں کہ تم ہرنا اہل کو قلندر کہتے پھرو۔ فقیر ایک مختصر فہرست پیش کرتا ہے اس کے بعد اندازہ لگائیں کہ جسے تم قلندر کہہ رہے ہو کیا وہ اس مرتبہ کا ہے یا اس کے برعکس تنگ زمانہ ہے۔ فہرست معلوم کرنے کے بعد پھر بھی تم قلندر کی توہین کرتے ہو پھر یاد رکھنا کہ تمہاری سزا وہی ہے جو اولیائے رحمہم اللہ کے بے ادب کی سزا ہے۔

## قلندر اولیاء

سلسلہ قادریہ کے سرتاج سیدنا محی الدین غوث الوری شہنشاہِ بغداد سید عبد القادر الجیلانی اور سلسلہ چشتیہ کے سرخیل حضرت معین المملۃ والدین سیدنا معین الدین الاجیری اور سلسلہ نقشبندیہ کے سرخیل سیدنا بہاؤ الدین نقشبند اور سلسلہ سہروردیہ کے سیدنا شہاب الدین سہروردی اور عزیز کی بزرگ سلسلہ قلندریہ سے موصوف ہیں اور حضرت منصور، حضرت جنید، حضرت شبلی، حضرت قطب الدین بختیار کاکی، حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، حضرت نظام الدین اولیاء، حضرت مخدوم علی احمد صابر، حضرت مخدوم عبدالحق دودلوی، حضرت شمس تبریز، حضرت رومی، حضرت حکیم سنائی، حضرت فرید الدین عطار، حضرت محی الدین ابن العربی، حضرت محمود تبریزی، حضرت نجم الدین رازی، حضرت فخر الدین عراقی، حضرت حافظ شیرازی، حضرت شمس الدین محمد مغربی، حضرت عبد الکریم الجیلی، حضرت شاہ بوعلی قلندر، حضرت سرمد اور ہمارے سلسلہ اویسیہ کے بانی حضرت سید التابعین سیدنا اویس القرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تو بسلسلہ قلندریہ میں مشہور ہیں۔ یہ وہ حضرات ہیں جن کے ایک ایک نام پر اہل ظواہر کے لاکھوں علمائے کرام قربان کئے جاسکتے ہیں لیکن اس کے باوجود بڑے بڑے علمائے کرام اپنے آپ کو طفلِ مکتب کے لقب سے اپنے لئے سوا ادب سمجھتے ہیں۔ مولانا عبد الباری فرنگی مرحوم حضرت شاہ ابوسعید مجددی، مولانا شاہ عبد الغنی محدث و مہاجر مدنی اسی سلسلہ قلندریہ سے مربوط تھے اور حضرت مولانا قاضی الہداد جو پوری مرحوم کے تبحر علمی سے ہمارے علمائے کرام بخوبی واقف ہیں لیکن ان کی کیفیت یہ تھی کہ جس سے سلسلہ قلندریہ میں داخل ہوئے تو جب تک زندہ رہے اپنے مرشد کی قیام گاہ لاہر پور کی طرف نہ کبھی پاؤں پھیلانے اور نہ اس طرف منہ کر کے تھوکا۔ (کذافی اذکار الابرار، صفحہ ۱۲۴)

مولانا حسن بخش علوی جن کی تفسیر بحال الاذکیا فی احوال الانبیاء اردو دو جلدوں میں بڑی ضخیم کتاب ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بڑی بڑی کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ بھی اسی سلسلہ کے مرہونِ منت ہیں۔ قاضی مبارک گر پاموری رحمۃ اللہ علیہ جن کی کتاب قاضی مبارک ہمارے منطقی طلبہ منتہی ہو کر علامہ وقت کہلانے کے مستحق بنتے ہیں ان کو بھی اس سلسلہ سے وابستگی ہے۔ (ملاحظہ ہو نفحات العنبریہ، صفحہ ۲۷۵)

مولانا شاہ علی اکبر کا کوروی جن کے اکثر حواشی درسی کتب پر ملتے ہیں۔ اسی سے متعلق ان کے علاوہ بڑے بڑے علامہ ہیں یہ مختصر رسالہ ان کے مختصر حالات بیان کرنے کی گنجائش نہیں رکھتا۔ مختصر اچند بزرگوں کے اسماء مع مختصر کیفیت آخر میں عرض کرونگا۔ (انشاء اللہ)

## سوال

جو اصطلاح تم نے قلندر کی بیان کی ہے یہ تو مجذوب کی کیفیت ہے اور مجذوب تو ولایت میں ایک ادنیٰ مرتبہ ہوتا ہے وہ نہ سالک اور نہ سالک ساز۔

## جواب

صوفیاء میں مجذوب کا مقام نہایت ہی نازک اور منفرد ہے۔ وہ ملامتیہ سے ہے۔ ریاکاری سے بچنے کے لئے ”سنگِ باری طفلانِ زمانہ“ کے مقام پر آکھڑا ہوتا ہے۔ بزرگوں قلندر علم و خرد کی قائم کردہ حدود کو توڑ کر دور اوپر نکل جاتا ہے اور ان سرحدوں سے گزرتا ہوا کہتا ہے۔

آنجا رسیدہ ایم کہ عنقانی رسید

عنقا بچا رہ تو پھر اپنی رسائی کے لئے پرتوتا ہے۔ پرواز کی فضاؤں اور خلاؤں میں تیرتا ہے مگر قلندر کی پرواز تو ملکوت و ناسوت کی پہنائیوں کو خاطر میں نہ لاتی ہوئی کہتی ہے۔

ہزار بار مرانوریاں کیں کردند

مگر مجذوب کا معاملہ ان دونوں مقامات سے دگرگوں ہے۔ اُسے بیگانے درخور محفل نہیں سمجھتے اور اپنے خاطر میں نہیں لاتے وہ خدا تک رسائی حاصل کرنے کے لئے بطریق سیر کشفی عیانی چلتا ہے۔ طریق استدلال سے بالکل نا آشنا ہے۔ اس راستے پر چلنے والا سالک بعض اوقات یا دِ باری تعالیٰ کے غلبہ میں پھنس جاتا ہے۔ عالم و ما فیہا کے تمام خیالات محو ہو جاتے ہیں منجانب اللہ ایک کشش ہوتی ہے جو باعثِ ترقیات مزید ہوتی ہے۔ اس حالت کو صفائی مبتدی کہتے ہیں جو صفائی وقت کی ابتدائی منزل ہے۔ اس حالت کو صوفی سالک مجذوب کہتے ہیں لیکن صوفی پر مختلف مقامات آتے رہے ہیں، تجلیات وارد ہوتی رہتی ہے۔ انہی تجلیات کی ابتدائی منزل میں پھنس کر رہنے والا مجذوب ہے لیکن آگے کی منازل طے کر کے جو انتہائی ولایت کی منزل کو پہنچتا ہے وہ قلندر کا مرتبہ ہے سوال میں مبتدی کا ذکر ہے اور ہمارا محظوظ نظر منتہی ولی اللہ ہے۔ (فہم)

## تائید مزید

فقیر اپنی تائید میں جگر گوشہ قلندر ان حضرت علامہ مولانا محمد تقی حیدر مرحوم کی تقریر در بارہ قلندر پیش کرتا ہے جو انہوں

نے سلسلہ قلندری کے مشائخ کے تذکرہ ”النفحات العنبریہ“ مشتمل بر ۷۰۰ صفحات کے مقدمہ میں سپردِ قلم فرمائی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جاننا چاہیے کہ جناب باری عزاسمہ نے جو اپنی ذات کو مع اسماء و صفات کے اپنے ارادہ کامل کے آئینہ میں ملاحظہ فرمایا ہے اس کا نام عالم ہے اور چونکہ ارادہ کامل ہے لہذا ایک ایک صفت نے اس ارادہ میں متشکل ہو کر ایک ایک شے بنا دی ہے اور اسی صفت کی مناسبت سے اس شے کا ایک نام ہو گیا ہے چنانچہ ہنگامہ ظہور میں صفات مختلفہ کے تشکل نے عرش سے لے کر فرش تک اور اُس کے بعد مرتبہ جمادات و نباتات و حیوانات تک مرتب کر کے ایک عظیم الشان اور مفصل عالم دکھا دیا ہے یہاں تک کہ حیوانات کے بعد صفات معدّات کے اجمالاً بیک دفعہ اس ارادہ میں منعکس ہوئی جس سے ہیکل انسانی قائم ہوئی اور چونکہ انعکاس ذات کا ارادہ میں ہوا ہے لہذا انسان وہم میں مبتلا ہو گیا ہے اور اُن وہمی صفات کو اپنی صفات میں اور اس وہمی ہیکل کو اپنی صورت سمجھ بیٹھا ہے اور چونکہ ارادہ حقیقی کا کمال اس امر کا مقتضی ہے کہ ذات صرف کا ظہور بھی قطع نظر اسماء و صفات کے وہمی کر دکھائے لہذا تعین انسانی میں انسان نے اپنے ایک جداگانہ شے سمجھ لیا ہے اور ہر انسان اپنے کو دوسرے کا غیر سمجھے ہوئے ہے گویا ذات نے اپنے اس آئینہ ارادی میں اپنے کو ایک ایک تعین کے مدرکات و تلذذات راحت و تکالیف کا رنج و سرور حاصل کرنے کے لئے رہن کر دیا ہے اسی مقام سے کہا ہے۔

گرد کردن ببادہ خویشتن را ☆ نہاون بر سر می جان و تن را  
اور یہ اس کی تشبیہ کا کمال ہے۔ پھر جب کسی تعین میں وہ اپنے کمالِ اطلاقی و علم یقینی کا ظہور کرنا چاہتا ہے تو اُس کو ایک اُلجھن اس ہنگامہ وہمی سے پیدا ہو جاتی ہے اور وہ ارادہ کرتا ہے کہ یہ جو جال باندھا ہوا ہے اس کو توڑ کر کسی طرح اپنے مرتبہ بیرونی و بے کیفی پر فائز ہو جائے جو اُس کا ذاتی مرتبہ ہے اور ان تمام بکھیروں سے پاک ہے اس شخص کو سالک کہتے ہیں اور اسی طرح مولانا رومی ارشاد فرماتے ہیں

چونکہ بیرنگی اسیر رنگ شد ☆ موسیٰ باموسیٰ در جنگ شد  
چون بہ بیرنگی رسی کان داشتی ☆ موسیٰ و فرعون کردند آشتی  
چنانچہ سالک جب اپنے تعین کو اور ہر شے کے تشکل کو وجودِ مطلق کا وہم سمجھ لیتا ہے تو جاذبہ اطلاقی کی مدد سے اپنے افعال و صفات وہمی کو بلکہ اپنی اس وہمی ذات کو بھی جو اُس نے حق سے علیحدہ ایک شے سمجھ رکھی تھی فانی کر دیتا ہے اور اس کے دیدہ اعتبار چشم بصیرت کے سامنے ہر اک شے کی شمیم اُٹھ جاتی ہے اور وہ ان سب کو وجود کے مراتب سمجھ کر ان مراتب میں وقتاً فوقتاً عروج کرتا رہتا ہے یہاں تک عالمِ تکوین سے بالاتر قدم رکھتا ہے اور مقامِ احدیت کے مشاہدہ میں مستغرق ہو کر احدیت کی تفصیل میں عین وحدت کا اجمال مشاہدہ کرتا ہے اور مقامِ وحدت سے دفعۂ نیستی و بے کیفی احدیت میں گم



ہو جاتا ہے اس مقام پر اس کا اصل نام رکھا جاتا ہے احدیت چونکہ کوئی مقام نہیں ہے ایک مرتبہ ذاتی کا نام ہے بلکہ اس کو مرتبہ بھی نہیں کہہ سکتے کیونکہ مراتب و نام سے بالاتر ہے اور وہاں ٹھہراؤ مطلقاً نہیں پس جیسے ہی کہ شخص واصل احدیت میں گم ہوا دفعۃً بقاء حق نے پھر اس کو مقام وحدت پر فتلٰی کیا اس کے بعد اس کے بغیر اپنے مرتبہ سے جدا ہوئے احدیت کے مراتب کا شہود شروع ہوتا ہے اور وہ اپنی ذات کو آئینہ و ہم حقیقی میں طرح کہ ظاہر ہے مشاہدہ کرتا ہے اس مرتبہ پر عارف کہا جاتا ہے یہاں تک کہ اپنے کمال ذاتی کو اپنے آئینہ و ہم کامل میں بصورت اسماء و صفات و بہیت عوالم اشیاء ملاحظہ کرتا ہوا اور اس سے اپنی ذات حقہ کا یقین حاصل کرتا ہوا اور اپنے آخری مرتبہ نزول یعنی مرتبہ انسانی میں پہنچ جاتا ہے اور لباس عبودیت زیب تن کرتا ہے یہاں پر اس کو نزول و عروج ایک ہو جاتا ہے اور وہ لاہوت کو ناسوت اور ناسوت کو لاہوت میں دیکھتا اور کل میں جزو اور جزو میں کل کا مشاہدہ کرتا ہے اور خود اپنی حب وجود میں لاہوت و ناسوت و جزو کل سب سے مستغنی رہتا ہے اور ہر وقت اپنے کمال سے ایک طرح کی سرور میں رہتا ہے جس کو حیرت محمودہ کہتے ہیں اور اس مقام بے مقامی میں انسان کامل عارف تام المعرفة اور قلندر کہتے ہیں جس کی شان میں مولانا احمد جام فرماتے ہیں

قلندر پرتو نور الہی است ☆ قلندر مطلع انوار شاہی است  
 قلندر اقام کبریائی است ☆ قلندر در بحر آشنائی است  
 قلندر موج بحر لایزالی است ☆ قلندر نور شمع ذوالجلالی است  
 قلندر قطرۂ دریائی عشق است ☆ قلندر ذرۂ صحرائی عشق است  
 قلندر سری از اسرار بیچون ☆ قلندر از ہواؤ حرص بیرون  
 قلندر سایۂ پروردگار است ☆ قلندر محض ذاتِ کردگار است  
 قلندر انبیا شد کفر و ایمان ☆ قلندر انبیا شد علم و ایقان  
 قلندر انبیا شد خانمانے ☆ قلندر انبیا شد این و آنے  
 قلندر انبیا شد آرزوئے ☆ قلندر انبیا شد تار موئے  
 قلندر انبیا شد ابتداءئے ☆ قلندر انبیا شد انتہاءئے  
 قلندر راز ہمہ بیزار باشد ☆ قلندر مخزن اسرار باشد  
 قلندر بے زمان و بے مکان است ☆ قلندر انشان بے نشان است  
 قلندر ہست دریائے معانی ☆ قلندر ہست مرد لا مکانی

- ☆ قلندر قل زمل توحید باشد ☆ قلندر چشمه تفرید باشد  
 ☆ قلندر از همه مذهب برون است ☆ قلندر انداند کس کہ چون است  
 ☆ قلندر ران باشد هیچ دینے ☆ قلندر ران باشد حرص و کمینے  
 ☆ قلندر کو مبرا از خودی شد ☆ قلندر غرق بحر بی خودی شد  
 ☆ قلندر خرقة از عشق دوزد ☆ قلندر خرقة کونین سوزد  
 ☆ قلندر را علم از عشق باشد ☆ قلندر اقدم از صدق باشد  
 ☆ قلندر فارغ از کون و مکانست ☆ قلندر رانمید انم چسانست  
 ☆ قلندر مرغ لاهوت ست ایدوست ☆ قلندر باز جبروت است ایدرست  
 ☆ قلندر کسوت مردم گزیند ☆ قلندر را بعالم گس زبیند  
 ☆ قلندر گاہ پنهان گاہ پیدا ☆ قلندر گاہ صورت گاہ معنی  
 ☆ قلندر هر زمان اندر شہود است ☆ قلندر هر زمان درہست و بود است  
 ☆ قلندر هر زمان غرق نور است ☆ قلندر دائما اندر ظہور است  
 ☆ قلندر گہہ تجلے کرد بر طور ☆ قلندر داد موسیٰ را ہمہ نور  
 ☆ قلندر لی مع اللہ گفت دراز ☆ قلندر با حبیب اللہ و مساز  
 ☆ قلندر گہہ درآمد دل یار ☆ قلندر گہہ برآمد بر سردار  
 ☆ قلندر را تجلی هست بسیار ☆ قلندر می نماید بس نمودار  
 ☆ قلندر گہہ بشکل آدم آمد ☆ قلندر گہہ نباز آدم آمد  
 ☆ قلندر گہہ حبیب اللہ باشد ☆ قلندر گہہ خلیل اللہ باشد  
 ☆ قلندر شجرۃ این پست و بالا ☆ قلندر ذات پاک حق تعالیٰ  
 ☆ قلندر شو کنون احمد قلندر ☆ قلندر را ہمین کارست بہتر

حجۃ العارفین مصنفہ حضرت سید العرفا ماجا قلندر لا بہر پوری میں ہے کہ حضرت شیخ عبدالعزیز مکی رحمۃ اللہ علیہ کو قلندر کا خطاب

جناب رسول خدا ﷺ سے ملا ان کے سلسلہ کے مریدین کو قلندر یہ کہتے ہیں اور رسالہ غوثیہ میں ہے کہ

”القلندر دبلسان السریانۃ اسم من اسماء اللہ“

قلندر زبان سریانی میں اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے

مراد المریدین میں ہے کہ حضرت قاضی محمد تقی قلندر کے نزدیک قلندر صوفی ہم معنی لفظ ہیں۔ اصطلاحات کاشی میں ہے کہ رند اور قلندر کے ایک معنی ہیں۔ زندگی تعریف شارح گلشن رازیہ فرماتے ہیں کہ جو اوصاف و علامات و احکام تعینات سے بری ہو چکا ہو اور ان سب چیزوں کو محو و فانی پا کر دور کر چکا ہو اور عین قید میں آزاد ہو

خوشارندی جدا گردیدن از خود برق ناموسش

دو عالم گر خورد برہم بجنبد دست افسوسش

حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قلندر وہ ہے کہ جو علائق روزگار سے مجرد ہو کر تجرید ظاہری و باطنی حاصل کر چکا ہو اور شریعت و طریقت کا کوئی دقیقہ و نکتہ اس سے فرو گذاشت نہ ہوتا ہو اور بحر و جود و دریائے شہود میں مستغرق رہتا ہے اور مقصود الطالبین میں ہے کہ قلندر وہ ہے جو نقوش و اشکال عادی و آمال بے سعادت سے مجرد و با صفا ہو گیا ہو اور جس نے مرتبہ روحی پر ترقی کر کے قیود و تکلفات رسمی و تعریفات اسمی سے خلاص ہو کر خط کونین سے مونہہ پھیر گیا اور سب کو حق سے حق کے لئے دیکھتا ہو اور اپنے آپ کو سب سے منقطع کر کے عاشق جمال ذوالجلال ہو رہا ہو اور اس مرتبہ پر فائز ہو کر قیود و نفس و عقل سے خلاص ہو کر نشا و انبساط و اشارت و بشارت سے بے تعلق ہو گیا ہو اور ملامتی و صوفی و قلندر میں فرق یہ ہے کہ قلندر تجرید و تفرید میں کامل ہو کر اپنے تخریب عادات و کتم عبادات میں نہایت کوشاں رہتا ہے اور ملامتی اپنے عبادات کو غیر سے چھپاتا ہے اور صوفی کا قلب بالکل خلق میں مشغول نہیں ہوتا ہے اور نہ ان کی رد و قبول کی وہ پرواہ کرتا ہے۔

بردر میکہد رندان قلندر باشند ☆ کہ ستانند و دهند افسر شاہنشاہی

خشت زیر سرو برتاک ہفت اختر پائے ☆ دست قدرت نگر و منصب صاحب جاہی

گر تر اسلطننت فقر بہ بخشد اے دل ☆ کمتر ملک تو از ماہ بود تا ماہی

باگدایان در میکہد اے سالک راہ ☆ با ادب باش گر از سر خدا آگاہی

قطع این باد پہ بی ہمرہی خضر نکن ☆ ظلمات است تبرس از خطر گمراہی

ہمچو جم جرعہ مے کش کہ بسیر ملکوت ☆ پرتو جام جہان بین دہد آگاہی

حضرت سید العرفا شاہ مجاہد قلندر لاہر پوری نے اپنے ایک سویں مکتوب میں حضرت رئیس العارفین شاہ فتح قلندر جونپوری

کو لکھا ہے کہ قلندر کسی ہست کہ از حال و مقامات و کرامات گذشتہ باشد چون شیخ عبدالعزیز

مکی بران درجہ رسید آنحضرت ﷺ ب خطاب قلندر ممتاز ساخت۔

چونکہ او از مصطفیٰ این نام یافت ☆ در جهان معرفت آرام یافت  
عارف محقق مولانا مغربی اسی مقام سے فرماتے ہیں

تامہر تو دیدیم ز ذرات گذشتیم ☆ و ز جملہ صفات از پی آن ذات گذشتیم  
چون جملہ جہاں مظهر آیات وجودند ☆ اندر طلب از مظهر و آیات گذشتیم  
بما سخن از کشف و کرامات مگوئید ☆ چون باز سر کشف و کرامات گذشتیم  
بسیار ز احوال و مقامات مافید ☆ باما کہ ز احوال و مقامات گذشتیم  
از خانقہ و صومعہ و زادیہ رستیم ☆ ز اور اور ہیدہیم و ز اوقات گذشتیم  
از مدرسہ و درس مقامات بحسبتیم ☆ و از شبہ و تشکیک و سوالات گذشتیم  
از کعبہ و بتخانہ و زنار و چلیپا ☆ و زمیکدہ و کوی اہرابات گذشتیم  
در خلوت تاریک ریاضات کشیدیم ☆ در واقعہ از سبع سموات گذشتیم  
دری سر اشاد ز مادور کن ای پیر ☆ گز پیر و مریدی و ارادات گذشتیم  
دیدیم کہ انیہا ہمگی خواب و خیال است ☆ مردانہ ازیں خواب و خیالات گذشتیم  
ای شیخ اگر جملہ کمالات تو این است ☆ خوش باش گزین جملہ کمالات گذشتیم  
اینہا بحقیقت ہمہ آفات طریق اند ☆ المنتہ لہ کہ ز آفات گذشتیم  
ما از پی نوریکہ بود مشرق انوار ☆ از مغربی و کوکب و مشکوۃ گذشتیم

در فقرات حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نقشبندی میں ہے قلندری تجرید حقیقت خود است از موافع  
و دور کردن آنچه از جانب اوست و باقی داشتن آنچه از جانب حق است سبحانہ و تعالیٰ و گم  
کردن خود را بحیثیتی کہ ہر چند خود را جوید دنیا بد چنانکہ مرید ذوالنون مصری قدس سرہ  
از حضرت بایزید بسطامی پرسید کہ بایزید کجاست دی گفت کہ سی سال است کہ بایزید  
را میجویم نمی بایم اگر تو بتوانی یافت بجو۔ حضرت شاہ نعمت اللہ ولی رسالہ قلندریہ میں لکھتے ہیں کہ صوفی  
منتہے چون بمقصد سد قلندر گردو۔ حضرت شاہ حسین بلخی فرماتے ہیں

قلندر کے بیاید در عبادت ☆ قلندر کے بگنج در اشارت  
حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ فرقہ قلندریہ کو ایسا طیب قلب اور سرور حضور حق و مشاہدہ حاصل



ہوتا ہے اور اس قدر سکر حال و مستی باطن پر غلبہ کرتی ہے کہ ان کے اعمال ظاہری یعنی نوافل و آداب تناول لذات مباحات میں قلت ہو جاتی ہے محض سرور حضور باطن پر اکتفا کرتے ہیں مگر ترک فرائض نہیں کرتے۔ حضرت شیخ رکن الدین لطائف قدوسی میں اپنے والد حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے اس حکایت کو نقل کر کے لکھتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ شیخ الشیوخ نے شرح کی رعایت کی جو یہ فرمایا حالانکہ میں نے حضرات قلندریہ سے ترک فرائض ہوتے بھی سنا ہے جیسے حضرت شاہ شرف الدین بوعلی قلندر و خواجہ محمد قلندر وغیرہ اور میں نے حضرت شیخ حسین سرہر پوری قلندر کو دیکھا جو باوجود عالم متجرب ہونے کے بالکل تارک فرائض تھے۔ ایک روز میں نے اُن کے بابت حضرت شیخ محمد فخر الدین جو پوری سے پوچھا بھی تو انہوں نے یہ فرمایا ہم اس کے بابت نہیں کہہ سکتے اس لئے کہ وہ قلندر ہیں اور ہم صوفی نیز اس میں ہے کہ ترک فرائض من حیث الظاہر کا طعن ہم نہیں کر سکتے اس لئے کہ حضرت حق نے حضور ﷺ کو مرتبہ وحی ایسا عطا فرمایا ہے کہ ایک حال اور ایک وقت میں بحسد ارواح اپنے کو چند جگہ دکھا سکتے ہیں اگر ایک مقام پر ترک فرائض کرتے ہوں تو کیا عجب کہ دوسرے مقام پر فرائض ادا کرتے ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دار و مدار تکالیف شرعیہ کا عقل پر ہے اور چونکہ ان کی عقلیں بوجہ غلبہ حال کے مغلوب ہو جاتی ہیں تو وہ اہل سکر کے حکم میں ہیں اور سکاری پر تکالیف شرعیہ نہیں ہیں السکاری معدودون (نشر والے معذور ہیں) لہذا وہ بھی غیر مکلف اور حدود شرعیہ سے آزاد ہیں اگرچہ من حیث الظاہر بعض امور میں ان سے ہوشیاری ملاحظہ ہوا انتہی نیز حضرات شاہ نعمت اللہ قلندر رسالہ قلندریہ میں لکھتے ہیں کہ ”ذکر قلندر حق ست کہ از وہمہ عالم مستحق ست دین قلندر دانا کہ اوست بر ہمہ تو توانا دنیائ قلندر تفرید کہ بشارت میدہد بتوحید علم قلندر سہو و عمل قلندر محمو و راہ قلندر عشق ست و العشق هو اللہ۔“ المختصر جو شخص کہ باوصاف مذکورہ بالا متصف ہوگا اس کو قلندر مشرب کہیں گے خواہ وہ کسی سلسلہ یا کسی خاندان کا ہو جیسا کہ حضرت شیخ محمد چشتی دہلوی کتاب مطلوب الطالبین میں خانوادہ قلندریہ کے بیان میں لکھتے ہیں کہ اس خاندان کے مبداء حضرت شاہ حیدر شاہ حسین قلندر بلخی ہیں اور ہر سلسلہ میں سے جو شخص ابدال کے مرتبہ پر پہونچا وہ قلندر مشرب ہوا جیسے حضرت شمس تبریز سہروردی، حضرت مولانا رومی سہروردی، حضرت فخر الدین عراقی سہروردی، خواجہ حافظ شیرازی، خواجہ مسعود بک چشتی وغیرہ دیگر خاندان کے حضرات قلندر مشرب تھے انتہی۔ حضرت شیخ عبدالرحمن چشتی صابری کتاب مراۃ الاسرار میں لکھتے ہیں کہ بارہویں خانوادہ میں حضرات قلندریہ ہیں اور یہ حضرات مختلف سلاسل کے بزرگان دین ہیں جنہوں نے مشرب قلندریہ اختیار کر لیا ہے چنانچہ حضرت شیخ محمد قلندر اور ان کے مریدین بھی یہی مشرب عظیم القدر رکھتے تھے یہ شعر انہیں کا ہے۔

مازدریائیم و دریاہم زماست ☆ این سخن داند کسے کو آشناست

اور خواجہ ابواسحاق مغربی و حضرت ابو تراب بخشی وغیرہ کا یہی مشرب تھا اور بہت سے خاندانوں کے بزرگان دین اسی مشرب پر ہوئے ہیں اور ابدال اکثر اسی مشرب میں ہوتے ہیں۔ حضرت شیخ محمد اکرم چشتی اقتباس الانوار میں خانوادہ قلندر یہ کے بیان میں لکھتے ہیں کہ خلفائے حضرت فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت سید علاء الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خلیفہ حضرت سید شمس الدین ترک پانی پتی قلندر مشرب تھے اور حضرت سید محمد کیسودر از خلیفہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی بھی قلندر مشرب تھے یہ اشعار انہیں کے ہیں۔

زمین و آسمان ہر دو شریف اند ☆ قلندر را درین ہر دو مکان نیست  
نظر در دید بان ناقص فتادہ ☆ دگر نہ یار من ارکبس نہاں نیست  
حضرت سید محمد بن جعفر مکی خلیفہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی بھی قلندر مشرب تھے یہ اشعار ان کے ہیں۔  
اندر رہ عشق سرسری نتوان رفت ☆ نادیدہ رہ قلندری نتوان رفت  
خواہی کہ پس از کفر بیابی ایمان ☆ تاجان ندھی بہ کافری نتوان رفت  
حضرت خواجہ مسعود بک خلیفہ شیخ رکن الدین شیخ شہاب الدین امام حضرت سلطان المشائخ بھی قلندر مشرب اور بڑے عارف بیباک تھے یہ شعر ان کا ہے

مجرد شوازدین و دنیا قلندر ☆ کہ راہ حقیقت ازین ہر دو برتر  
اور حضرت مخدوم شیخ عبدالحق ردو لوی خلیفہ حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی چشتی و حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی کا بھی یہی مشرب تھا نیز حضرت شیخ مودود لاری استاد حضرت شیخ امان پانی پتی و خود حضرت شیخ امان شارح لوائح کا یہی مشرب تھا اور حضرت شیخ جلال الدین قریشی بھی قلندر مشرب تھے یہ شعر انہیں کا ہے۔

من مست می عشقم ہشیار نخواہم شد ☆ از رندی و قلاشی بیزار نخواہم شد  
حضرت شیخ سیف الدین والد حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی و خلیفہ حضرت شیخ امان پانی پتی بھی اسی مشرب میں تھے جیسا کہ اخبار الاخیار میں مذکور ہے اور حضرت خواجہ محمد عبدالباقی معروف بخواجه باقی باللہ نقشبندی کا بلی کا بھی یہی مشرب تھا جیسا کہ انہوں نے ایک مکتوب میں حضرت شیخ تاج الدین سنبھلی اپنے خلیفہ کو لکھا ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ ”شما کتب محققین مطالعہ نہ کردہ اید کہ طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے تفاوتی طریقہ ایشا نست اخفاو عدم امتیاز از خلق و شکستگی و متواضع بودن و خود را اور دائرہ عوام انداختن و اکتفا بستن معتادہ نمودن و با اسباب ظاہری تو سل نمودن طریقہ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم چنانکہ شیخ محی الدین ابن عربی

”در کتاب فتوحاتِ مکہ گوید کہ ہذا مقام رسول اللہ و مقام ابی بکر الصدیق و من المشائخ ابی یزید البسطامی و حمدون القصاد و ابی سعید الاحزار و من السادات ابو السعود ابن الشبلہ و ہذا حالنا۔“ انتہی خواجہ عبید اللہ المعروف بہ خواجہ خور و خلف رشید حضرت خواجہ باقی باللہ و حضرت شاہ گلشن نقشبندی مجددی بھی قلندر مشرب تھے۔ حضرت فخر الدین عراقی فرماتے ہیں۔

تا صومعہ و مدرسہ ویران نشود ☆ این کار قلندری بسامان نشود  
تا ایمان کفر و کفر ایمان نشود ☆ یک بندہ حقیقتاً مسلمان نشود  
حضرت مولانا عیسیٰ مسیح الدین تبریز فرماتے ہیں

بزم شراب لعل خرابات کافری ☆ کار قلندر ست و قلندر از وبری  
سیمرغ کوہ قاف مقام قلندری ☆ وصف قلندر است قلندر از وبری  
حضرت سید المجذوبین شیخ شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتی فرماتے ہیں

بر در راہ قلندر را بہ پیما و سرا سربین      بہر گامی از و صد سرفگندہ افسر و سربین  
چہ موسی و چہ عیسی و چہ پیر مرسلان احمد      چہ ترسا و چہ مغ آنجا ہمہ گشتہ برابرین

نہ ملک آنجانہ درویشی نہ پیوندست و خویشی

نہ کیش است و نہ بی کیشی بحر فی جملہ مضمر بین

نہ آنجا کفر و نہ ایمان نہ آنجا حجت و برہان

نہ آنجا آیۃ قرآن ہمہ کج راست با در بین

قلندر را نواز شاہ خدائے اراگزارش ہا

خدا اندر قلندر دان قلندر ا خدا خور بین

حضرت غوث ملت لسان الحق شاہ تراب علی قلندر علوی قدس سرہ الاطہر فرماتے ہیں

اہل حقیقت است او قائل بوحدت است او      برحق بودانا الحق در مشرب قلندر

او بگذر در ہستی کوشد بحق پرستی      حرف دوئی نشنو د کس از لب قلندر

امی بخیر چہ پرسی را از مذہب قلندر      جز نور حق نتا بد در کوکب قلندر

روزش حضور با حق شب غیبت ست الخلق      رنگی عجیب دار در روز و شب قلندر

عبدالعزیز مکی شیخ است و مقتدایش از لطف او برآید ہر مطلب قلندر  
تعلیم حق گرفتہ مثل تراب من ہم تانام حق بخواند م در مکتب قلندر  
جناب نشی و ہاج الدین صاحب رسالہ کبریت الاحمر میں لکھتے ہیں کہ قلندری مقام رسول الہی کا نام ہے جس کی نسبت  
کتاب بحر المعانی میں میں نے یہ حدیث دیکھی ہے

انی اعراف رجالاً من امتی فی لیلۃ المعراج مقامہم فی مقامی عند اللہ

بیشک میں پہچانتا ہوں مردوں کو اپنی امت سے شبِ معراج میں جن کا مقام میرے مقام پر ہے اللہ کے نزدیک۔  
صحابہ کرام کو یہ مقام قلندری یکہ بعد دیگرے نصیب ہوا اور ان میں کوئی فرق بعد اس مقام کے حاصل ہونے کے ایک  
دوسرے سے نہیں ہے اور یہی مقام دوازدہ امام کو بالترتیب یکہ بعد دیگرے حاصل ہوا اور حضرت اویس قرنی بھی اس مقام پر  
فائز ہوئے ہیں اور بعد اس کے دیگر خاندانوں میں جن کی تعداد مجھے مفصل طور پر ٹھیک معلوم نہیں ہے ان میں سے اسامی ذیل  
میرے علم میں بھی خاص کر مقام قلندری پر فائز ہوئے ہیں۔ حضرت منصور، حضرت جنید، حضرت شبلی، حضرت غوث الاعظم  
قلندر ان سلسلہ قلندریہ و قادریہ جن میں ہمارے یہاں کے حضرات داخل ہیں و متقدمین سلسلہ نقشبندیہ، حضرت خواجہ معین  
الدین چشتی، حضرت قطب الدین بختیار کاکی، حضرت بابا فرید گنج شکر، حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء، حضرت  
مخدوم علی احمد صابر کلیری، حضرت مخدوم عبدالحق ردو لوی، حضرت شمس تبریز، حضرت مولانا نائے رومی، حضرت حکیم ثنائی،  
حضرت فرید الدین عطار، حضرت محی الدین ابن عربی، حضرت محمود تبریزی، حضرت نجم الدین رازی، حضرت فخر الدین عراقی،  
حضرت مولانا حافظ شیرازی، حضرت شمس الدین محمد مغربی، حضرت عبدالکریم جیلی، حضرت شاہ بوعلی قلندر، حضرت سرمد وغیرہ  
وغیرہ ان حضرات میں کوئی فرق نہیں اگر کچھ فرق ہے تو ذاتی نسبتوں کا باقی جس خاندان میں جن حضرات کا مقام قلندری نہیں  
ہوا ہے اس خاندان کے نسبتیں اسمائی و صفاتی مختلف ہیں۔ مثلاً خاندان قلندریہ کے نسبت مرد کہی جائیگی اور خاندان قادریہ کے  
نسبت بھی مرد کی کہی جائیگی اور بہ نسبت بسبب جامعیت کے قلندر سے اعلیٰ ہے اور قلندر کی نسبت بسبب رندی و آزادی کے  
قادریہ سے اعلیٰ ہے اور چشتیہ کی نسبت عورت کی ہے۔ متاخرین نقشبندیہ کی نسبت چونکہ تقلیدی مجاہدہ کی ہے یعنی تحقیق نہیں ہے  
لہذا قلندری و قادری نسبت سے کم ہے اور وہ نسبت بر قلب موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام ہے پس جو فرق حضرت موسیٰ و عیسیٰ  
علیہما السلام اور حضور ﷺ سے ہے وہی فرق نقشبندیہ و قلندر یہ خاندان میں ہے اور یہ طریقہ قلندر یہ عظیم الشان ہے جس کی کوئی  
حد نہیں مگر بسبب گمنامی و عدم پسندیدگی شہرت کے اس خاندان کے حضرات نے اپنے آپ کو خاک میں ملا دیا ہے اس مقام  
و حالت قلندری کے بیان میں کلام مجید میں اصحاب کہف کا قصہ ہے جو ان کی بیخودی ہے وہ قلندر کا محو ہے اور جو ان کی



بیداری درمیان میں ہے یہ قلندر کا صحو ہے اور ہر شخص کو یہ مقام از روئے نص کے حاصل ہو سکتا ہے بشرط کہ جاذبہ الہی شامل حال ہو وہ نص یہ ہے۔

”قل یا عبادى الذین اسرفوا على انفسهم لا تقنطو من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب انه هو الغفور الرحیم۔“ (کہہ دواے میرے وہ بندوں جنہوں نے اپنی ذاتوں پر اسراف کیا نہ نا اُمید ہو تم اللہ کی رحمت سے اللہ بخشنے کا کل گناہ بیشک وہ بخشنے اور رحم کرنے والا ہے) اور یہ وہ مقام ہے جس کے حصول کے واسطے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خداوند عالم نے شیطان کے پاس بھیجا تھا جس کا ذکر حضرت فرید الدین عطار کے قصیدہ میں ہے اور جس کی انتہائے حصول کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں اُمت محمدی میں داخل ہو کر حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی اقتداء کریں گے۔ مجھ کو ایک واقعہ میں یہ مشاہدہ ہوا ہے کہ صفِ اول حضور حق میں ایسے قلندروں کا ہر شخص ہے اور وہ ایسی بہشت میں ہے کہ جہاں صور کے بیج و شرا ہوتی ہے اور یہ صفِ اول ”لی مقعد صدق عند ملیک مقتدر“ (بیچ جگہ صدق کے مالک قدرت والے کے پاس) کے ہے جس کو حضرت نجم الدین رازی نے کتاب مرصاد العباد میں لکھا ہے۔ انتہی بقدر الضرورت المختصر اعلیٰ ترین ہر خاندان میں مقام قلندری ہے کہ جس کی کوئی حد و انتہا نہیں۔

قلندر معنی دارد کہ درگفتن نمی آرید

اب اس مضمون کو چند اشعار حضرت شاہ حفیظ اللہ خلیفہ حضرت قاضی محمد تقی قلندر مہنوی پر ختم کرتا ہوں

- قلندر مظهر خاص الہی است ☆ قلندر محرم سرکماہی است
- قلندر ذات حق برجائے دیدہ ☆ قلندر دیدہ گوید نے شنیدہ
- قلندر رہبر ہر دوجہان است ☆ قلندر واقف سر نہان است
- اگر خواہی کہ باشی پیر و رہبر ☆ قلندر شوق قلندر شوق قلندر
- قلندر گو قلندر گو قلندر ☆ قلندر جو قلندر جو قلندر
- قلندر شد خدا دان و خدا بین ☆ قلندر باش و اسرار خدا بین
- قلندر دانداں اسرار تشبیہہ ☆ قلندر بنیدان تشبیہہ تنزیہہ
- قلندر شد معرا از علایق ☆ قلندر شد مبرا از خلایق
- قلندر بادشاہ دین و دنیا ست ☆ قلندر راز دار سر مولیٰ است
- قلندر را چہ بیند کور مہجور ☆ قلندر را چہ دانداں خدا دور

قلندر چہ گویم من زاد صاف قلندر ☆ چہ ذات حالیست اللہ اکبر  
خداوند از لطف بندہ پرور ☆ مراکن از غلامان قلندر

### سلسلہ قلندریہ

جیسا کہ فقیر نے پہلے عرض کیا ہے کہ یہ سلسلہ قلندریہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ (اویسیہ) کی طرح بھی ایک مستقل سلسلہ ہے اس سلسلہ سے وابستگان مشاہیر اولیاء کا ملین ہیں اس کے متعلق فقیر مختصر سا تعارف عرض کر دے۔

اس سلسلہ کے بانی سیدنا حضرت عزیز مکی قدس سرہ ہیں اور یہ حضرت عزیز مکی رحمۃ اللہ علیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور اقدس سے بہت پہلے عالم ظہور میں قدم رکھ چکے تھے آپ قدس سرہ حضرت صالح پیغمبر علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں زندہ موجود تھے۔

### تعارف بانی سلسلہ قلندریہ

حضرت الشیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ آپ صالح نبی علیہ السلام کی اولاد سے ہیں طویل عمر پائی یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت کے بعد مدینہ طیبہ میں حاضر ہو کر اصحاب صفہ میں شامل ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ اقدس تک زندہ تھے اور غزوہ صفین میں بھی شمولیت فرمائی (رسالہ غوثیہ) آپ قدس سرہ پر سکر کا غلبہ تھا۔ تیس چالیس سال تک عالم سکر میں رہتے اسی کیفیت میں مختلف مقامات سے سیر کرتے ہوئے پاکپتن شریف پہنچے یہ جگہ آپ قدس سرہ کو پسند آگئی اور فرمایا کہ سردابہ (غار) میں اترتا ہوں تم اسے بند کر دینا اسی مقام پر حل شبہات کے لئے سیدنا بہاؤ الحق ملتانی اور سیدنا گنج شکر حاضر ہوئے آپ قدس سرہ نے ان کے آنے پر سردابہ سے باہر آ کر ان کے شبہات حل فرمائے، اس کے بعد فرمایا میں سردابہ میں واپس جاتا ہوں اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں باہر آؤں گا۔ آپ قدس سرہ کے سردابہ کے مقام پر آپ قدس سرہ کا مزار پاکپتن شریف میں مشہور ہے۔ آپ قدس سرہ ۱۲ ذوالحجہ کو سردابہ (غار) میں تشریف لے گئے اور فرمایا اس سردابہ کو کبھی نہ کھولنا چنانچہ ۱۲ ذوالحجہ کو آپ قدس سرہ کا عرس ہوتا ہے اب ۷۰ ساون سے ۱۰۰ ساون تک ہوتا ہے۔ تفصیلی حالات مع دلائل فقیر کی تصنیف ”تذکرۃ العزیز عرف عزیز مکی“ میں پڑھیے۔

### فائدہ

آپ قدس سرہ کا لقب عبداللہ علمبردار بھی ہے۔

### سوال

ہم سلسلہ قلندریہ کے شبہات میں شاکی ہیں تم نے بانی سلسلہ کے متعلق مزید شبہات میں ڈال دیا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ

ایک شخص اتنی طویل عمر گزارے اور پھر حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ سے جا ملے، عقل مانتی نہیں شرعاً بھی یہ بات مشکوک ہے؟

## جواب

قادِرِ مطلق کی قدرت سے بعید نہیں اور نہ صرف حضرت عزیز مکی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ہے بلکہ بیشمار بندگانِ خدا اس طویل العمری کی دولت سے نوازے گئے۔ حضرت امام زرقانی شرح مواہب لدنیہ اور پھر امام اہلسنت علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی شرح شفا للقاضی عیاض المسلمی بہ نسیم الریاض میں متعدد اسی قسم کے واقعات ملتے ہیں جسے اہل شرع نے آنکھیں بند کر کے مانا ہے۔ سیدنا عزیز مکی قدس سرہ کا حضور ﷺ کے زمانہ اقدس تک زندہ موجود ہونا اسی قبیل سے ہے البتہ ان کا حضور ﷺ کے زمانہ اقدس کے بعد عرصہ دراز تک زندہ رہنا اور پھر سردابہ میں تشریف لیجانا اور سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ساتھ آخر دور میں ظاہر ہونا بظاہر مشکل سا ہے لیکن حضرات اصحابِ کہف کے حالات جاننے والے حضرت عزیز مکی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کو مشکل نہیں سمجھتے بفضلہ تعالیٰ فقیر اُسی غفرلہ اسی موضوع پر بہت بڑے دلائل قائم کر سکتا ہے لیکن بخوف طوالت ایک حوالہ پر اکتفاء کر کے مضمون کو ختم کرتا ہے۔ حضرت علامہ کمال الدین محمد بن موسیٰ الدمیری ۸۰۸ھ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب حیۃ الحیوان صفحہ ۲۳۸ جلد ۳ میں فرماتے ہیں

یقال ان النبی ﷺ سال ربہ ان یریہ ایامہ فقال تعالیٰ انک لن تراہم فی دار الدنیا ولكن ابعث الیہم اربعة من اخیار اصحابک لیبلغوہم رسالتک ویدعوہم الیہ الایمان بک فقال رسول اللہ ﷺ لجبریل کیف ابعث الیہم فقال ابسطہ کساوک واجلس علی طرف من اطرافہ ابابکر وعلی الثانی عمر وعلی الثالث علیا وعلی الرابع ثم ادع الرخاء المسخرة لسليمان بن داؤد علیہما السلام فان اللہ تعالیٰ امرہا ان تطیعیک فضعل النبی ﷺ ما امر بہ فحملتہم الریح حتی انطلقت بہم الی باب الکہف فلما دنو امن الباب قلعو امنہ حجر امقام الطلب فنج علیہم حین البصر الضن وھر وحمل علیہم قلما رآہم حزک راسہ وبصیص بذنبہ واوما براسہ ان ادخلو الکہف قد خلو افقالو السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ فرد اللہ علیہم ارواحہم فقاموا با جمعہم وقالو او علیکم السلام وعلی محمد رسول اللہ السلام ما دامت السموات والارض وعلیکم بما بلغتہم ثم چلسو ابا جمعہم يتحدثون فآمنوا بمحمد ﷺ وقبلوا دین الاسلام وقالوا اقراوا محمد امنا السلام ثم اخذوا مضاجعہم وصاروا الی رقدتہم الی آخر الزمان عند خروج المہدی ویقال ان المہدی مسلم علیہم فحبہم اللہ

ثم يرجعون الى رقدتهم فلا يقومون الى يوم القيامة.

## ترجمہ

حضور سرور دو عالم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ اے علمین اصحاب کہف سے ملاقات کرو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ ﷺ دنیا میں نہیں آخرت میں انہیں دیکھیں گے البتہ آپ ﷺ اپنے چار خلفاء بھیج دیجئے تاکہ جا کر آپ ﷺ کی رسالت کا پیغام پہنچا دیں اور وہ آپ ﷺ پر ایمان لائیں۔ آپ ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ وہاں یہ صاحبان کیسے پہنچیں گے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی آپ ﷺ اپنی چار درمبارک بچھائیے اور ایک کونہ پر حضرت صدیق اکبر اور دوسرے پر حضرت عمر کو تیسرے پر حضرت علی اور چوتھے پر حضرت ابوذر، ایک روایت میں تیسرے پر حضرت عثمان کو چوتھے پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو بٹھائیے اور ہوا کو حکم دیجئے وہ جس طرح حضرت سلیمان بن داؤد علی نبینا وعلیہما السلام کے تابع تھے اسی طرح آپ ﷺ کے بھی تابع ہے آپ ﷺ اسے حکم دیجئے وہ آپ ﷺ کا حکم مانے گی آپ ﷺ نے ایسے ہی ہوا کو حکم دیا اور ان حضرات کو ہوا کہف کے دروازے پر لے گئی جب یہ حضرات دروازے پر پہنچے تو اصحاب کہف کا کتا اٹھا اور بھونکنے لگا لیکن جب ان حضرات کے چہرہ پر نگاہ پڑی تو قدموں پر گر پڑا اور اصحاب کہف کی طرف اشارہ کر کے ان کے ہاں لے گیا۔ اصحاب کہف کو السلام وعلیکم کہا انہیں اللہ تعالیٰ نے زندہ کیا اور حضرات خلفاء راشدین کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کا جواب یوں دیا۔ وعلیکم السلام وعلیٰ الی محمد رسول اللہ السلام ما دامت السموات والارض تھوڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی اور حضور ﷺ پر ایمان لائے اور سلام عرض کئے پھر وہ اپنے مقام پر چلے گئے جب حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ آخری زمانہ پر تشریف لائیں گے تو ان کو السلام وعلیکم کہیں گے تو یہ حضرات اٹھ کھڑے ہوں گے اس کے بعد پھر اپنی قیام گاہ میں چلے جائیں گے اور پھر قیامت تک نہیں اٹھیں گے۔

## فائدہ

جب حضرات اصحاب کہف رحمہم اللہ تعالیٰ کا کہف میں تشریف فرمانا پھر حضور ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ملنا اور پھر ان کا حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنا شرعاً ممنوع نہیں ایک حقیقت ہے تو پھر شریعت کی آڑ میں آکر سیدنا عزیز کی رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق اشکال پیش کرنے کا کیا معنی اور طویل العمری انہونی بات نہیں بلکہ واقعہ ہے ایک بھی نہیں سینکڑوں واقعات ہیں، چند واقعات فقیر نے اپنی تصنیف ”طویل العمر لوگ“ میں بیان کئے ہیں۔

## سلسلہ قلندریہ کی سند

حضرت علامہ عبدالعلی بحر العلوم لکھنوی شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں کہ ”ثم مثل الرتن يدعون الاولياء



القلندريه البررة الكرام صحبة عبد الله ويلقبونه بعلمبردار وينسبون خرقتهم اليه ويدعون اسناد  
امتصلاً ويحكون حكاية عجيبة ويدعون بقائه قريب من ستمائة سنة فلا مجال نسبة الكذب اليهم  
فانهم اولياء الله صاحب الكرامات محفوظون من الله. (والله اعلم)

## ترجمہ

پھر بابت کی ہی ایسی بات کا دعویٰ حضرات اولیاء کرام قلندریہ کرتے ہیں یعنی صحابیت عبد اللہ کے بارے میں اور ان  
کو علمبردار کے لقب سے ملقب کرتے ہیں اور حکایات عجیبہ بیان کرتے ہیں اور چھ سو برس کی زندگی کا دعویٰ کرتے ہیں پس  
ان امور کو غلط خیال کرنے کی گنجائش نہیں کیونکہ وہ اولیاء اللہ صاحب کرامات ہیں وہ منجانب اللہ محفوظ ہیں۔ (والله اعلم)

آپ سے جو سلسلہ جاری ہوا دو قسم ہے

(۱) قلندریہ مکیہ جو بلا واسطہ حضور ﷺ سے حاصل کیا

(۲) قلندریہ علویہ بواسطہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بارگاہ حبیب ﷺ

ان دونوں سلسلوں کے اکابر اولیاء ہندوستان میں موجود ہیں۔

## علمائے فرنگی محل لکھنؤ

ان علماء کی علمی حیثیت سے اہل علم باخبر ہیں ان جلیل القدر کی سند سلسلہ مصافحہ حضرت عزیز مکی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل

ہے۔

شاہ عبد الرزاق فرنگی محلی نے مولانا عبد الوحید سے مصافحہ کیا انہوں نے اپنے والد مولانا عبد الواحد سے انہوں نے  
اپنے جد کرم علامہ بحر العلوم عبد العلی سے انہوں نے مولانا امین سید جوئی پوری سے انہوں نے حاجی صفۃ اللہ خیر آبادی سے  
انہوں نے حضرت شیخ عبد اللہ جنی سے انہوں نے شیخ عبد اللہ علمبردار سے انہوں نے حضور ﷺ سے مصافحہ کیا۔

## سوال

سلسلے تو صرف چار مشہور ہیں یہ قلندریہ کہاں سے نکل آیا؟

## جواب

اہل علم کو معلوم ہے کہ بزرگان دین فرماتے ہیں کہ ذات باری تعالیٰ کے ملنے کے اتنے بیشمار طریقے ہیں جتنا ریت  
کے ذرات بلکہ اس سے بھی زیادہ اس کے باوجود صرف چار سلسلے مشہور ہوئے اس کی وجہ یہ ہے کہ جس سلسلہ کے خلفاء عالم  
میں زیادہ پھیلے وہی دنیا میں مشہور ہو گئے اس کی مثال فقہ اسلامی کی ہے کہ اس میں چار مسالک مشہور ہیں حالانکہ دور اجتہاد

میں بیشتر مذاہب جاری ہوئے لیکن ان چاروں مذاہب کے متعلقین دنیا میں زیادہ پھیل گئے بنا بریں یہی مشہور ہو گئے باقی ایک مدت چلے پھر ختم ہو گئے لیکن سلسلہ تصوف میں یہ بات نہیں اگرچہ شہرت ان چاروں کو ہے لیکن دوسرے سلاسل بھی جاری ہیں اگرچہ ان سے کم سہی اور انشاء اللہ تاقیامت جاری رہینگے۔

یہ حال سلسلہ اویسیہ کا ہے بعض صاحبان نے یہ غلط کہا ہے کہ سلسلہ اویسیہ کوئی سلسلہ نہیں اس کی تفصیل فقیر کی تصنیف ”ذکر اویس“ میں پڑھیے۔

### خلفاء سلسلہ قلندریہ

مناقب القلندر یہ میں ہے کہ حضرت شیخ عبدالعزیز مکی صحابی رحمۃ اللہ علیہ کے چار خلفاء ہیں (۱) سید خضر رومی (۲) سید خضر پانی دوز (۳) سید میران محمود پکی پا (۴) سید میران نضر۔ آپ قدس سرہ کے خلفاء اولیاء کا ملین سے اور صاحب کرامات تھے۔ سید میران محمود پکی پا رحمۃ اللہ علیہ واصل باللہ تھے ان کے مزار کی جس نے زیارت کی اللہ تعالیٰ نے اس کی حاجت پوری فرمائی ان کا مزار نو ساری ضلع گجرات (انڈیا) میں ہے۔ اس سلسلہ کے بزرگوں کا سلسلہ طویل ہے اور ان کی کرامات اور ان کے مفصل حالات ”النفحات العنبریہ فی السلسلۃ القلندریہ“ میں ہیں۔

### قصہ اڑھائی قلندر کا

یہ بات محض افسانہ معلوم ہوتی ہے کہ دنیا میں کل اڑھائی قلندر ہیں اور یہ بھی مبالغہ ہے کہ قلندر غوث اعظم سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے اس لئے کہ فقیر اسی رسالہ کے آغاز میں لکھ چکا ہے کہ قلندر کا آخری مقام و منزل فنا ہے کہ سالک ذات حق سے رنگا جائے قلندر میں علاوہ دیگر خصوصیات کے مقام فنا خصوصیت سے حاصل ہوتا ہے گویا ہر فانی فی اللہ و باقی باللہ ولی کامل قلندر ہے جیسا کہ فقیر نے چند کا ملین رحمہم اللہ تعالیٰ کے اسماء گرامی عرض بھی کئے ہیں۔ چند ایک اور ملاحظہ ہوں حضرت ابو الحسن خرقانی، حضرت ابوسعید، حضرت ابواسماعیل، حضرت بایزید بسطامی، حضرت ابو عبد اللہ، امام ابو القاسم، ابو عثمان نیشاپوری، ابوالمنصور اصفہانی، محمد بن حسن وغیرہم (رحمہم اللہ تعالیٰ) ہاں خصوصیت سے یہ لقب و اصطلاح حضرت عبدالعزیز مکی کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عطا ہوا تھا۔ (سوانح شہباز قلندر، صفحہ ۱۹۱)

برصغیر میں حضرت شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ لقب عطا ہوا، جس کا مختصر تذکرہ آتا ہے پھر اس لقب سے شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نوازے گئے۔ آپ پانی پت میں حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک عرصہ مقیم رہے اور خوب استفادہ کیا۔ آپ پانی پت میں رہ کر ایک عرصہ تک شہباز بنے۔ باز، شاہین، عقاب، دراصل یہ صوفیانہ اصطلاحات ہیں ان سے مراد فضائے بسیط میں آزادانہ پرواز کے ہیں۔

صوفیہ کرام کے نزدیک فضائے بسیط موجوداتِ عالم ہیں اور پروازِ فکر و نظر اور مشاہدہ ہے۔

حضرت قلندر شہباز رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے خرقہٗ خلافت عطا فرمایا تھا کلاہ چہار ترکی سے نوازے

گئے۔ (سوانح شہباز قلندر، صفحہ ۱۹۸)

## قلندر کی منازل

فقیر قلندر کی مختصر منازل عرض کرتا ہے اور جوان منازل کو طے کر لے وہ قلندر ہے تمام قلندر کہلوانے والوں میں منازل طے کرنا تو دور کی بات ہے ان منازل سے شناسائی بھی مشکل نظر آتی ہے۔ صوفیہ کرام کے نزدیک قلندر کی مشرب ایک منفرد اور انوکھا طریقہ ہے جس سے ایک بندہ نفسِ امارہ کو زیر فرمان کر کے اپنے صانع اور خالق حقیقی کی طرف رجوع ہوتا ہے اور دنیا کی طاغوتی طاقت کو بالکل ہیچ سمجھتا ہے اسی وجہ سے قادرِ مطلق کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوتا۔ قلندر اپنی عبادت و نیکی کو چھپاتا ہے وہ سراپا اخلاص ہوتا ہے۔ مشاہدہ حق سے حقائق تک رسائی حاصل کرتا ہے ایسی لذت سے سرشار ہوتا ہے جس کی شرح زبان و بیان سے نہیں ہو سکتی۔ صوفیہ کرام کے نزدیک کئی ایسے بزرگ ہیں جیسے حسن بلخی، شمس تبریزی، خواجہ اسحاق مغربی، عارف رومی صاحبِ مثنوی، حافظ شیرازی، شیخ بوعلی قلندر، شیخ علی صابر رحمہم اللہ تعالیٰ، ان سب کے احوال قلندرانہ تھے۔ (سوانح شہباز، صفحہ ۱۹۰-۱۹۱)

## فیصلہ

قلندر کا ظاہر معمولی آدمی جیسا ہوتا ہے لیکن ان کے دوشِ عزیمت پر جزرائیں پر مای ہوتی ہے ان کی قیمت شاہانِ تخت بھی چاہتے تو ادا نہیں کر سکتے تھے ان کے قربِ الہی کی منازل بلند پرواز ہیں اس معنی پر جہاں اڑھائی قلندر کا تصور ہے وہ صحیح معلوم نہیں ہوتا کیونکہ مذکورہ بالا کے اوصاف سے بیشمار اولیاء کبار رحمہم اللہ تعالیٰ موصوف تھے اگرچہ وہ ایسی اصطلاح سے مشہور نہ تھے اور یہ ضروری نہیں ہر معروف صفت سے تمام اولیاء کرام معروف ہوں اس سے لفاظ اور جھوٹے مدعیانِ قلندریت کا بھی رد ہو گیا جو ایک طرف بندگانِ نفس ہیں دوسری طرف احکاماتِ الہی کی پیروی سے یکسر عاری و خالی۔

## مشاہیر قلندر

ہاں جو لفظ قلندر سے معروف ہیں وہ یہ حضرات ہیں۔

(۱) سیدنا عبدالعزیز مکی صحابی علمبردارِ رحمۃ اللہ علیہ جن کا ذکر مختصراً پہلے عرض کیا گیا ہے مفصل تذکرہ فقیر کی تصنیف ”تذکرہ العزیز عرف عزیز مکی“ میں پڑھیے۔

(۲) حضرت شیخ بوعلی شاہ قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ، انگریز مؤرخ آرٹلڈ تاریخ پانی پت کے حوالہ سے رقمطراز ہے کہ

راجپوت قوم شیخ شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتی کی بدولت مشرف باسلام ہوئی، اس قوم کا سربراہ امیر سنگھ آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر بیعت ہوا، تاریخ میں ان کے عجیب حالات آتے ہیں۔ آپ پانی پت ہی میں پیدا ہوئے پاک وطن بزرگوں کی علم پروری کے باعث یہ قصبہ گہوارہ علوم بنا ہوا تھا، آپ متداول علوم عربی، فارسی سے فارغ التحصیل ہوئے تھے اور آپ کو منتہی عربی کتب میں خوب دسترس حاصل تھی، بیس سال تک آپ دہلی میں مدرس اور مفتی کے عہدہ پر فائز رہے۔

آپ کے مکتوبات جو اخبار الاخیار میں نقل ہوئے ہیں بڑے کام کی چیز ہیں، نہایت پاکیزہ، لطیف اور شستہ تحریر ہے۔

تبرگافقیر آگے چل کر عرض کریگا۔

حضرت بوعلی رحمۃ اللہ علیہ کو مصنف کی حیثیت سے دیکھا جائے تو ان کا رسالہ ”حکم نامہ“ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے اس زمانہ کے کبار علماء آپ کے علم، تقویٰ اور بزرگی کے قائل تھے، درس و تدریس کی مسند کو چھوڑ کر جنگل کی طرف نکل جانے کا واقعہ بھی بہت عجیب و غریب ہے جس سے آپ کی زندگی کا وہ دور شروع ہوا جسے قلندرانہ کہا جاتا ہے۔ یہ واردات بے اختیارانہ ایک فقیر کے اثر سے ان پر وارد ہوئی تھی جس نے خویش و بیگانہ سے بے نیاز کر دیا تھا۔ بقول حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ۔

دست از طلب نہ دارم تا کام من بر آید ☆ تاتن رسید بجاناں یاجان زتن بر آید

شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا اب یہ حال تھا کہ مطلوب کی جستجو میں در بدر بھٹک رہے تھے اور پکارتے تھے

سالہا در طلب روی نکو در بدرم ☆ روی بنما د خلاصم کن ازیں در بدری

ہر کس و ناکس سے پوچھتے میرے درد کی دوا کہاں ملے گی؟ ایک بزرگ نے کہا جس راہ سے یہ درد تم تک پہنچا ہے اسی راہ سے دوا بھی میسر آئے گی۔ یعنی یہ مرض تمہارے باطن سے رونما ہوا ہے علاج کے لئے بھی باطن کی طرف رجوع کرو۔

ونحن اقرب الیہ من جبل الوریث۔

تمہارا مطلوب تم سے دور نہیں ہے۔

یار ما با ما است کیاز ماجداست ☆ ماہی ما پر دو دار یا رماست

بوعلی قلندر فقیر یعنی حضرت شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھتے ہیں کہ میں ترکِ علاق کرنا چاہتا ہوں جواب ملتا ہے ابھی نہیں، ایک دن اپنا سب کچھ لٹا کر حاضر ہوئے فقیر نے غلبہ جوش دیکھا تو گلے سے لگا لیا فرمایا محبت الہی نے آج سارے بندھن توڑ ڈالے۔

پیتم کھانی کھتا ہوں سنو سکھی تم آئے ☆ پیو کو ڈھونڈن ہوں گئی آئی آپ گنوائے



یعنی میں عشق کی کہانی کہتا ہوں دوستو! آؤ اور سنو، میں دوست کی جستجو کے لئے گیا تھا خود کو بھی گم کر آیا۔

یہ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ تھے جن سے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے ملاقات فرمائی، حالت ان کی یہ ہوتی تھی کہ لوگ دن کو انہیں ہنستا ہوا دیکھتے تھے اور رات کی تاریکی میں ان کے گریہ کی آواز سنتے تھے، موت کے ذکر سے ان پر موت کی سی کیفیت طاری ہو جاتی تھی یعنی ان کا ہر عضو بدن مرجاتا تھا۔

حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی ہوش کے وقت کیفیت یہ ہوتی کہ مسجد کو اپنے کپڑوں سے صاف کرتے۔

## ماں کا ادب

آپ (بوعلی قلندر) جب اپنی ماں کے سامنے ہوتے تو ان کی آواز نہایت پست ہو جاتی اور ان پر بیمار ہونے کا شبہ ہوتا۔  
(سوانح شہباز، صفحہ ۱۶۷)

## شریعت کا پاس اور پیار

ایک دفعہ شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی مونچھیں بہت بڑھ گئیں مریدوں میں سے کسی کی جرأت نہ تھی کہ آپ سے کہہ دیں کہ حضرت انہیں درست کروالیجئے۔

ایک دفعہ حضرت مولانا ضیاء الدین سنائی رحمۃ اللہ علیہ جو شریعت کا کوڑا ہاتھ میں لئے پھرتے تھے، آپ کے ہاں تشریف لائے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کیفیت دیکھ کر قینچی منگوائی اور ایک ہاتھ سے داڑھی پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے آپ کی مونچھوں کو درست کر دیا، کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی داڑھی کو یہ کہہ کر چوما کرتے تھے کہ یہ شریعت کی راہ میں پکڑی گئی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ پانی پت میں ایک پُر رونق جگہ پر ہے لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر برائے حصول برکت زیارت کو آتے ہیں۔ (اخبار الاخبار)

## مکتوب نمبر 1

(۱) اے بھائی! جب تجھ پر خدا کی عنایت ہوئی تو اس نے تیرے اندر ایک جذبہ پیدا کر دیا اور تجھے خود رائی سے بچالیا اور پھر تم میں عشق پیدا کر کے حُسن کا جلوہ دکھا دیا، جب تم عشق کو پہچان لو گے تو لامحالہ معشوق کو بھی پہچان لو گے اور تم بھی معشوق کے حقیقی عاشق بن جاؤ گے اور جب معشوق اور عاشق ایک دوسرے سے ملیں گے تو تجھے معشوق کے طریقہ اور عاشق کے فریضہ کے نقش پا پر چلنا ہوگا تاکہ تو عاشق و معشوق کو پہچان سکے۔

(۲) اے بھائی! معشوق کو بھی آپ ہی کی شکل و صورت میں خدا نے پیدا کیا ہے اور معشوق کو تمہارے اندر اس لئے بھیجا گیا ہے تاکہ وہ تمہیں صحیح راستہ کی رہنمائی کرے۔

(۳) اے بھائی! اللہ نے جنت اور دوزخ دونوں کو پیدا فرما کر ان دونوں سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ میں تم کو بھردوں گا اور پُر کروں گا، معشوق کو اس کے عاشقوں سمیت جنت میں داخل کیا جائے گا اور شیطان کو اُس کے چیلوں سمیت دوزخ میں جھونکا جائے گا۔

(۴) اے بھائی! جنت اور دوزخ میں عاشق ہی اپنے حسنِ عشق اور خرابِ عشق کی وجہ سے داخل کئے جائیں گے۔ بہشت دوستوں سے وصال کا مقام ہے اور دوزخ دشمنوں سے فراق کا، یہ فراق کافر اور منافق لوگوں کے لئے ہوگا اور رسولِ کریم ﷺ کے عاشقوں کے لئے وصال ہوگا۔

(۵) اے بھائی! ذرا آنکھیں کھول کر دیکھ کہ درخت کو خود اپنی اور پھولوں و پھل کی خبر تک نہیں اور اسی طرح اس نے گنے کو تیرے لئے شیریں بنایا اور اس کو اپنے مٹھاس کی خبر نہیں، اسی طرح ہرن کی ناف میں مشک رکھا اور اس کو بھی اس کی خبر نہیں، سمندری گاؤں سے غبر پیدا کیا اور اس کو اس کی خبر نہیں اور مشک بلاؤں سے تمہارے لئے زباں پیدا کیا اور اس کو اس کا علم نہیں اور ایک قسم کے درخت سے کانور پیدا کیا اور کانور کو اس کی خبر نہیں، صندل کو تمہارے لئے پیدا کیا اور اس کو اس کا علم نہیں۔

(۶) اے بھائی! عاشق بنو اور اس جہان کو معشوق کا حسن سمجھو، اسی طرح اپنی ذات کو بھی معشوق کا حسن سمجھو، عاشق نے اپنے عشق سے تجھے پیدا کیا تا کہ تیرے آئینہ میں اپنے حسن و جمال کا مشاہدہ کرے اور تجھے اپنا محرمِ اسرار بنائے اور انسانِ سری، تمہاری ہی شان میں ہے، عاشق بن کر ہمیشہ حسن دیکھتے رہو اور دنیا اور آخرت کو اس طرح تصور کرو کہ آخرت نبی کریم ﷺ کی مملکت ہے اور دنیا شیطان کی، تم ان دونوں کے متعلق معلوم کرو کہ یہ کس لئے پیدا کی گئی ہے اور ان کا مطالبہ کیا ہے۔

(۷) اے بھائی! اپنے نفس کو خوب سمجھ لے، جب تو اپنے نفس کو پہچان لے گا تو دنیا کی حقیقت خود بخود تیرے سامنے واضح ہو جائے گی اسی طرح روح کو بھی پہچانو اس لئے کہ روح کی معرفت پر آخرت کی معرفت موقوف ہے۔

(۸) اے بھائی! اس دنیا میں جو حسن ترین کفر اور اہل کفر کو دیا گیا ہے اسے عاشق لوگ ہی پہچانتے ہیں، سو جو دنیا کا عاشق ہے اس کا معشوقِ حسنِ کفر ہے۔

(۹) اے بھائی! اپنی معرفت حاصل کرو اور اپنی ذات پہچانو، جب اپنی ذات میں عاشق بن جاؤ اور معشوق کو اپنے اندر ہی معائنہ کرو اور حسن کو اپنے دل کے آئینہ میں دیکھو

آن شاہد معنی کہ ہمہ طالب اویند ☆ ہم اوست کہ از چادرِ تو ساختہ سرپوش  
دربادیہ ہجر چرابند بمانیم ☆ درمین و صالحیم نگار است در آغوش

وہ معشوق ہے جس کے تمام طالب ہیں، یہ وہی ہے جس نے تمہاری چادر سے اپنا سر چھپا لیا ہے، ہم ہجر کے غم سے جنگلوں میں کیوں جائیں، اس لئے کہ معشوق تو ہمارے آغوش میں ہے

(۱۰) اے بھائی! گرڑ کا ایک ٹکڑا اور اُس سے سو گولیاں بناؤ اور ہر ایک کا الگ الگ نام رکھو، مثلاً اُن میں سے کسی کا نام گھوڑا اور کسی کا نام ہاتھی وغیرہ رکھو تو جب تک وہ چیزیں ان ہی شکلوں میں ہیں جو تم نے بنائیں اور اُن کے نام رکھے اُس وقت تک تو اُن کے وہی نام رہیں گے لیکن اگر ان تمام شکلوں کو ملا دو تو اُن کے نام ختم ہو جائیں گے اور وہی نام یعنی گرڑ رہ جائے گا۔

(۱۱) اے بھائی! کچھ خبر نہیں کہ لوگوں کو کیوں پیدا کیا گیا ہے، لوگ کیا رہے ہیں، کیا کریں گے اور انہیں فی الواقع کیا کرنا چاہیئے۔ میں ہر وقت اسی شش و پنج میں مبتلا ہوں اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا، کبھی یہ خیال آتا ہے کہ وہ ہمارے آئینہ دل کو اس لئے صاف و ستھرا کر رہا ہے تاکہ عاشقوں کو اس میں اپنا جمال دکھائے اور عاشق خستہ حال کو بتلا دے کہ میں معشوق ہوں، عاشق کا فریضہ اور کام یہ ہے کہ وہ معشوق کے احکام کی فرمانبرداری اور اُسی کے طریقے پر چلنے کی کوشش کرے اور اپنے کو عشق اور حسن معشوق سے معمور کرے اور اس حسن میں محو ہو کر عاشق سب کو فراموش کر دے اور باطن میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کو دیکھ کر اس پر عمل کرے۔

(۱۲) اے بھائی! کبھی نفس کا خیال آتا ہے تو فوراً ہی حال میں بھی خیال کی موافقت کا فرکھانے کمانے کے چکر میں پڑ جاتے ہیں اور دنیا کی زیب و زینت اس خیال کو مزید ترقی دیتی ہے۔

معشوقوں کے دروازوں کا چکر لگاتا ہوں حالانکہ اس راہ کے عاشق و معشوق دونوں ہی ذلیل و خوار ہیں اور دونوں کو دنیاوی زیب و زینت میں محو ہو کر اپنی ذلت و خواری کی خبر نہیں رہتی اور اُن کی حالت یہ ہوتی ہے کہ کس سے ایفاء عہد کیا جائے اور کس سے نہ کیا جائے اور یہ حالت ایسی دوام پذیر ہو جاتی ہے کہ انہیں موت تک کی فکر نہیں رہتی اور یہ دنیا کے حسن و جمال میں اس طرح کھو جاتے ہیں اور انہیں اس بات کی بالکل خبر نہیں رہتی کہ تمام دنیا پر معشوق حقیقی کا قبضہ ہے، وہ جس طرح چاہتا ہے اور چاہے گا ویسا کریگا، علاوہ ازیں دنیا کے عاشق اس بات سے بھی صرف نظر کر لیتے ہیں کہ ہمیں آخرت کا کٹھن سفر بھی درپیش ہوگا۔

(۱۳) اے بھائی! غور و فکر اس بات کی کرو کہ تمہیں ایک زبردست مہم حل کرنی ہے اس لئے تمہیں اپنے لئے ایک مونس و ہمدرد کی ضرورت ہے، ذرا ہوش کرو اور اس بات کا یقین کر لو کہ تم بحالت موجودہ اپنے نفس اور اپنی خواہشات کے غلام بن چکے ہو اس سے کسی طرح چھٹکارا حاصل کرنے کی تدبیر کرو۔

(۱۴) اے بھائی! کچھ معلوم نہیں کہ خیالات و افکار تمہیں کس بد حالی تک لے جائیں (اب تو کچھ معلوم نہیں ہو رہا) البتہ جب

بد نصیبی اور بد قسمتی ظاہر ہوگی تو معلوم ہوگا کہ یہ بد بختی اور بد نصیبی دراصل بُرے خیالات اور نفس کی اتباع کا ہی نتیجہ ہے۔

(۱۵) اے بھائی! مجھے کچھ خبر نہیں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور کیا کر رہا ہوں مجھے اپنے کسی فعل کی خبر نہیں، البتہ میری زبان خدا کے قبضہ میں ہے اس لئے چاہتا ہوں کہ ایسی باتیں کہوں جو دعوالم میں پسندیدہ ہوں۔

(۱۶) اے بھائی! مجھے اتنا ضرور معلوم ہے کہ تم خودی پیدا کرو اور خودی ہی کے متمنی اور خواہشمند رہو، اللہ تعالیٰ نے جو چاہا سو کر دیا اور جو چاہا ہے گا وہی کرے گا، کسی کو اس کے ارادے میں دخل اندازی کا حق نہیں۔

(اخبار الاخیار: شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

آپ ﷺ چالیس سال کی عمر میں دہلی پہونچے۔ آپ کی عمر کا اکثر حصہ استغراق و جذب میں گذرنا جب جذب اور قوی ہوا تو استغراق کا غلبہ ہو گیا حتیٰ کہ دنیا و مافیہا سے آپ غیر متوجہ ہو گئے اسی حالت میں انتقال ہوا۔ اسی حالت میں تین دن تک گذر گئے کسی کو وفات کی خبر نہ ہوئی، تیسرے روز چرواہوں نے نعش مبارک دیکھی کفن و دفن کا انتظام کیا۔

سن وفات ۴۴ھ ۱۳ رمضان المبارک ہے تاریخ وفات یا ”شرف الدین ابدال“ نکلتی ہے۔

(سوانح شہباز، صفحہ ۱۶۸)

## لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ

آپ ﷺ کا اسم گرامی مخدوم سید حافظ محمد عثمان المروندی ہے آپ ﷺ کا خاندان آسودہ حال تھا۔ مروند سے سہون شریف (سندھ) ہجرت کر آئے۔ جب تشریف لائے تو مختصر لباس اور عضاء کے سوا آپ ﷺ کے پاس کچھ نہ تھا، آپ ﷺ پر کئی کئی دن استغراق میں گذر جاتے کچھ کھانے کا نام نہ لیتے۔

تاتاریوں کا عظیم فتنہ شہباز قلندر ﷺ کے زمانہ میں رونما ہوا، اسی فتنہ کی وجہ سے مروند سے سہون شریف آئے تھے۔ حضرت لعل شہباز قلندر ﷺ کا سلسلہ نسب تیرہویں پشت میں حضرت سیدنا امام جعفر صادق ﷺ سے ملتا ہے مروند تبریز کے شمال مغرب میں چالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے خود فرماتے ہیں

منم عثمان مروندی کہ یار خواجہ منصورم عامت می کند حلقے پروانہ کہ من دارم رقعہم۔

آپ ﷺ کی ولادت ۵۵۲ھ اور وفات ۶۵۰ھ میں ہوئی۔ عمر کا ساواں سال تھا کہ آپ ﷺ حافظ قرآن ہو گئے اس کے بعد مروجہ علوم پڑھا۔ انگریز سیاح لفٹیننٹ برٹن لکھتا ہے، شیخ عثمان المروندی لسانیات کے زبردست عالم اور گرامر کے اُستاد تھے۔

آپ ﷺ بلند پایہ عالم اور مفکر ہونے کے ساتھ مصنف بھی تھے۔ چند کتب کا نام آپ ﷺ کی سوانح میں ملتا ہے ان

میں ”میزان الصرف“ بھی لکھی گئی ہے۔ (صفحہ ۶۷)

حج بھی ادا کیا جب مدینہ طیبہ پہونچے تو حضور سرورِ عالم ﷺ سے والہانہ محبت کا یہ حال تھا کہ گریہ تھمتا نہ تھا۔ حج سے فراغت کے بعد بغداد پہونچے وہاں سے منزل بمنزل سہون شریف پہونچے اور یہاں مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ یہ مختصر سا خاکہ فقیر نے آپ کی ”سوانح شہباز“ سے لیا ہے۔

### قلندر کی صفات

قلندر کہنے کو تو ہزاروں ملیں گے لیکن علمی قلندر کوئی کوئی ہوگا یہی کیفیت سیدنا شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ سوانح نگار نے صفحہ ۷۷ سے صفحہ ۱۱۸ تک آپ کی صفات اور سیرت و کردار بیان فرمایا ہے وہی تصور جمائیں تو ایک باعمل کامل ولی اللہ کا ہونا چاہئے۔ اگر اس طرح کے قلندر ہوں تو ہمارے سر اور ان کے پاؤں ہم اپنے سر کا تاج سمجھ کر انہیں چومتے نہیں تھکیں گے۔ ہاں لاف و گزاف اور نام کے قلندروں کو ہمارا دور سے سلام۔ خلاصہ یہ کہ قلندر کے لقب سے ان تینوں بزرگوں کو بہت بڑی شہرت ہے اور حقیقی قلندر ہیں بھی یہی لیکن اڑھائی قلندر کا تصور کسی کا ایک ذہنی اختراع ہے جسے اصول تصوف و شرع قبول نہیں کرتے۔ اب ان تینوں میں سے جسے جو چاہیں کہہ لیں ہاں ویسے تو دنیا میں بیشار قلندر مشہور ہیں مثلاً حضرت علامہ ڈاکٹر اقبال مرحوم کو بھی لوگ قلندر لاہوری کہہ دیتے ہیں جو اصول اسلامی کے مطابق نہیں اور نہ ہی مذکورہ تحقیق کے موافق ہے۔ یونہی غوث علی شاہ پانی پتی بھی قلندر کے نام سے مشہور کئے جاتے ہیں لیکن امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے ان کی متعدد شرعی اور بد مذہبی (دہابیت) غلط عقیدتی کی مثالیں فتاویٰ رضویہ میں واضح فرمائی ہیں اسی لئے ان کو بھی قلندر کہلوانے کا حق نہیں۔

ارادہ تھا کہ سلسلہ قلندریہ کے اولیاء و علماء کا مفصل تذکرہ پیش کر دوں لیکن ضخامت موجب طوالت سمجھ کر اسی پر اکتفاء کیا جاتا ہے ویسے جن چند اسماء گرامی کا ذکر خیر اس رسالہ میں آگیا ہے وہ بھی اہل دل کے لئے کافی ہے ہاں نا سمجھ اور ضد کا مارا نہ سمجھے تو اسے خدا سمجھے۔ ہم نے اپنی استطاعت پر جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا۔

فالحمد لله على ذلك هذا آخر والصلوة والسلام

على حبيبہ الكريم وعلى آلہ واصحابہ اجمعين

الفقیر القاری ابوالصالح  
 محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ  
 بہاول پور۔ پاکستان یکم رجب المرجب ۱۴۲۰ھ